ڈاکٹر سیّد رضوان علی ندوی

ابن ربّن الطبری کی "کتاب الدین والدولہ"

["عالم اسلام اور عیسائیت" کے شمارہ بابت جون ۱۹۹۲ء میں "ابتدائی عہد اسلام میں عیسائی - مسلم مودّت" کے زیر عنوان ابوعثمان جاحظ کے افکار پر مبنی ایک تحریر شائع کی گئی تھی۔ اس کے آغاز میں ہم نے لکھا تھا کہ مسلمانوں کی جانب سے مسیحی متکلّمانہ حملوں کے جو جوابات لکھے گئے، ان میں سے ایک علی بن ربّن الطبری (۸۱۰ء-۸۶۴ء) کی "کتاب الدین والدولہ" ہے۔

کتاب الدین والدولہ سے جس کا پورا نام "الدین والدولۃ فی اثبات النبی محمد ﷺ" ہے، اہل علم واقف رہے ہیں اور ان میں سے بعض نے اپنی تحقیقات میں اس سے استفادہ کیا ہے، تاہم خطّی صورت میں ہونے کے باعث یہ استفادہ محدود تھا۔ A. Mingana کے قلم سے ۱۹۲۲ء میں اس کا انگریزی ترجمہ The Book of Religion and Empire مانچسٹر (برطانیہ) سے شائع ہوا تھا۔ انگریزی ترجمہ کے تقریباً نصف صدی بعد بیروت سے اصل متن شائع ہوا۔ متن کی تصحیح و تحقیق جناب عادل نویہض کے قلم سے ہے۔

ڈاکٹر سیّد رضوان علی ندوی نے کتاب اور اس کے مؤلف کے بارے میں ایک جامع تعارف ماہنامہ "البیان" (کراچی) میں لکھا تھا اور یہ خوشخبری سنائی تھی کہ وہ اس "غیر معروف قدیم عربی کتاب" کا اردو ترجمہ پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ذیل میں ڈاکٹر صاحب کے وقیع مقالے کا آخری حصہ نقل کیا جاتا ہے جس میں کتاب کے مندرجات سے بحث ہے۔ "مدیر"]

کتاب مصنّف کے طویل مقدّمہ (۲۰ صفحات)، اختتامی فصل اور خاتمہ کے علاوہ دس ابواب پر مشتمل ہے۔ یہ مختصر کتاب ۲۱۰ صفحات میں ہے، ۲۹ صفحات پر مختلف انواع کے انڈکس اور ماخذ وغیرہ مذکور ہیں۔

—— مصنّف اس جملہ سے کتاب شروع کرتا ہے۔

"قال علی بن ربّن مولیٰ امیر المومنین" (علی بن ربّن غلام امیر المومنین کہتا ہے) پھر وہ اپنے اس مقدمہ

میں مختلف آیات قرآنی بیان کرتے ہوئے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۶۴ تحریر کرتا ہے جس میں اہل کتاب کو دعوت دی گئی ہے کہ آؤ ہم اس کلمۂ حق کا اتباع کریں جو ہمارے اور تمہارے مابین مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کریں اور نہ ہم میں سے بعض، بعض کو اللہ کے سوا پروردگار بنائیں---الخ اور اس کے بعد ہی سورۂ توبہ کی آیت کا ذکر آتا ہے جس میں عقیدۂ توحید کو ایک ایسی عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی بنیاد تقویٰ اور رضائے الٰہیٰ پر رکھی گئی ہے، جبکہ دوسرے باطل ادیان کی بنیاد ایک ایسے غار کے دہانے پر رکھی گئی جو بس گرنے والا ہی ہے۔

اس آیت کریمہ کے فوراً بعد مصنف کہتا ہے:

"فالی هذا کان دعاؤه و علیه اسس بنیان دعوته، و به افتتح شرائع دینه و شرائط حقه الذی کفرت به مشرکو العرب و حملته الکتاب فانهم کتموا اسمه و حرفوارسمه الموجود فی کتب انبیائهم علیهم السلام مماانا مظهره و مبیح ستره وکاشف سره حتی یراه القاری عیانا ویزداد بالاسلام قوة و سرورا"

"سواس کی طرف ان (رسول ﷺ) کی دعوت دی تھی، اور اس پر انہوں نے اپنی دعوت کی بنیاد رکھی تھی اور اس سے ہی اپنے دین کے قوانین اور اپنے حق کی شروط کی ابتداء کی تھی جس کا عرب کے مشرکین اور اہل کتاب نے انکار کیا کہ انھوں (اہل کتاب) نے آپ (رسول ﷺ) کا نام چھپایا۔ اس کی اس کتابت میں تحریف کی جو ان کے انبیاء کی کتابوں میں موجود ہے، جس کو میں ظاہر کرنے والا ہوں اور اس کے راز افشاء کرنے والا ہوں اور اس پر ڈالے ہوئے پردہ کو چاک کرنے والا ہوں تاکہ قاری اس کو واضح طور پر دیکھ سکے اور اسلام کے ساتھ اس کی قوت اور سرخوشی میں اضافہ ہو۔"

—— پھر وہ اپنے اس نفیس مقدمہ میں روایت اور اجماع عام اور تاریخی روایات کی صحت پر تفصیل سے بحث کرتا ہے اور کتاب کے دس ابواب کے عناوین بیان کرتا ہے۔ آخر کے تین ابواب انتہائی اہم ہیں جو یہ ہیں۔

الف۔ رسول اللہ ﷺ کے مبلّغین (صحابہؓ) جنھوں نے آپ ﷺ سے روایات کیں، نیک اور انسانوں میں سب سے زیادہ پاکیزہ نفس اشخاص تھے کہ ان جیسے افراد کے بارے میں جھوٹ اور غلط بیانی کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ب۔ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اگر آپ مبعوث نہیں کیے جاتے تو آپ ﷺ کے اور حضرت

اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں انبیاء سابقین کی پیش گوئیاں باطل ٹھہرتیں۔
ج۔ انبیاء علیہم السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے کافی زمانہ پہلے آپ کی آمد، نبوّت، آپ کے شہر، آپ کی نقل وحرکت اور اقوام و فرماں روایانِ عالم کے آپ کی امّت کے زیر نگیں ہونے کی پیش گوئی کی ہے۔
—— ابتدائی سات ابواب کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ توحید، آپ کے اخلاق حمیدہ، آپ کی سنتوں اور قوانین، آپ کے معجزات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے زمانہ میں ثابت شدہ پیش گوئیوں اور آپ کی ان پیش گوئیوں کے بارے میں ہے جو حوادث عالم سے متعلق تھیں اور بعد کو صحیح ثابت ہوئیں۔ چھٹا باب قرآن کے نبوت کا ایک معجزہ ہونے کے بارے میں ہے اور ساتواں باب اس بارے میں کہ دوسری اقوام پر آپ کا غلبہ ایک واضح معجزہ ہے۔
اور وہ اپنا مقصدِ تصنیف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ " یہ سب میں اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو اندھیرے سے نکالے جو ظالمانہ سرکشی اور بدبختانہ گمراہی میں مبتلا ہیں۔"
—— یہاں وہ خاص طور پر عیسائیوں کے اسلام پر جن اعتراضات کا ذکر کرتا اور ان کا جواب اپنی اس کتاب میں دینا چاہتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ عیسائیوں کو ان کی گمراہی سے نکالنا چاہتا اور ان کو اسلام کی دعوت دینا چاہتا ہے۔
وہ اعتراضات یہ ہیں:
ا۔ ہم (عیسائیوں) نے کہیں یہ نہیں دیکھا کہ انبیاء سابقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیش گوئی کی ہو۔
۲۔ ہم کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) کسی معجزہ اور پیش گوئی کا ذکر نہیں ملتا۔
۳۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ہم کو خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔
مصنف نے ان اعتراضات کا اپنی کتاب میں مفصل اور مدلل جواب دیا ہے۔ یہاں یہ ملحوظ رہے کہ اس وقت تک یورپ نے عیسائیت کو قبول نہیں کیا تھا، بلکہ یہ شام، فلسطین، ایشیائے کوچک، مصر اور عراق اور کسی حد تک ایران میں محصور تھی۔ توراۃ و انجیل سریانی، عبرانی اور عربی زبانوں میں پائی جاتی تھی۔ مصنف ان زبانوں سے بخوبی واقف تھا، لہٰذا اس کے حوالے قابل اعتبار ہیں۔
—— وہ ایک اہم قدیم عیسائی کتاب فراکسیس کی "حواریین کے مکاتیب" کے حوالہ سے بتاتا ہے کہ ترکی میں واقع انطاکیہ کے عیسائی مرکزی کلیسا میں پانچ اہم عیسائی شخصیات تھیں جن کو عیسائی انبیاء (Apostle) کہتے ہیں۔ برنابا، شمعون، لوقیوس، مانایل (Manwel) اور ساول (شاول) کے نام سے

یاد کرتے ہیں۔" یہ لوگ فلسطین سے انطاکیہ گئے تھے اور اسی فراکسیس کی کتاب میں مذکور ہے کہ یہ لوگ وہاں یہودا اور شیلا کے گھر میں ٹھہرے تھے جو خود انبیاء کہلاتے تھے، لہٰذا ان کا یہ دعویٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، ایک قول باطل ہے جس کا پوچ ہونا ظاہر ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایسے لوگ تھے جن کو عیسائی خود انبیاء ورسل کہتے ہیں جیسے "فولس" (Paul) خود۔

— لائق مصنف نے کتاب کے چھٹے باب میں جو معجزۂ قرآن سے متعلق ہے، قرآن کریم سے توراۃ و انجیل کی بعض کتب وآیات کا قرآنی آیات سے مختصر تقابل کرتے ہوئے تحریف شدہ ان دونوں آسمانی کتابوں کی بعض مضحکہ خیز اور انبیائے بنی اسرائیل سے متعلق انتہائی مکروہ و بے ہودہ روایات کا ذکر کیا ہے جو نبی حزقیال اور ہوشاع النبی سے متعلق ہیں" جبکہ قرآن کریم میں اس طرح کی کوئی بات نہیں، اور توراۃ میں جس خدا کا تصور پیش کیا گیا ہے، وہ نعوذ باللہ انتہائی ظالم و جابر و خونخوار ہستی ہے، اس کے برخلاف قرآن کریم اللہ کی مغفرت اور رحمت کی آیات سے بھرا ہوا ہے۔

— ساتویں باب میں مصنف نے غلبۂ اسلام کو عقلی دلائل کے ساتھ ثابت کرتے ہوئے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو اس سلسلہ میں کیے جاتے ہیں اور دوسری مملکتوں کے ساتھ اس کا تقابل کیا ہے۔

— آٹھویں باب میں ابن ربن نے اولین مبلغین اسلام یعنی صحابہ کرامؓ کا ذکر کرتے ہوئے اس کو رسول اکرم ﷺ کی نبوت اور اسلام کی حقانیت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس میں اس نے سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا علیؓ کے زہد وفضائل کو بالترتیب بیان کیا ہے۔ ساتھ ہی حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیز اور اموی وعباسی عہد کے دوسرے بعض صالحین وزہاد و متقین کا ذکر کیا ہے۔ یہاں بھی مصنف نے بائیبل میں مذکورہ بعض شخصیات سے ان کا تقابل کیا ہے اور بائیبل کی روایات کے تہافت کو ثابت کیا ہے۔

ساتھ ہی اس نے آخر میں یہ اہم نتیجہ اخذ کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی روایات کو قبول کرنا عقلی طور پر واجب ٹھہرتا ہے۔ کتاب کے بقیہ ابواب کی طرح یہ باب بھی کافی مفید اور معلومات افزا ہے۔

— کتاب کا نواں اور دسواں باب درحقیقت اس کے اہم ترین ابواب ہیں اور مصنف کی توراۃ وانجیل اور یہود و نصاریٰ کی کتب سے کماحقہ واقفیت پر دلالت کرتے ہیں۔ نویں باب میں اس نے حضرت اسمعیل علیہ السلام سے متعلق توراۃ میں وارد بشارتوں کا ذکر کیا ہے۔ باب کا عنوان ہے۔ "اگر رسول علیہ السلام کا ظہور نہ ہوتا تو دیگر انبیاء کی نبوتیں باطل قرار پاتیں۔"

یہاں اس نے اپنے زمانے کے ایک یہودی "جرمقانی خبیث" کی تردید میں عقلی اور توراۃ سے نقل کردہ روایتی دلائل دیے ہیں۔ جرمقانی اس کا منکر تھا کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

فرزند تھے، مصنف نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جدّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں توراۃ سے چار پیش گوئیاں بیان کی ہیں، اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے وجود پر شواہد قرار دیا ہے اور یہ کہ اس کا کوئی جاہل یا غبی ہی انکار کرسکتا ہے۔

— کتاب کا دسواں باب اپنے موضوع یعنی نبوت محمدی کے اثبات میں سب سے اہم باب ہے۔ یہاں مؤلف نے توراۃ و انجیل سے حوالوں کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام و داؤد علیہ السلام کی بشارتوں سے لے کر دوسرے دس انبیاء بنی اسرائیل یعنی شعیاء، ہوشاع، میخا، حبقوق، صفنیا، زکریا، ارمیا، حزقیال، دانیال اور مسیح علیہ السلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں پیش گوئیوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

ان میں زبور میں داؤد علیہ السلام کی اور نبی اشعیا کی کتاب میں پیش گوئیاں پھر ارمیا، حزقیال، دانیال اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں سب سے زائد ہیں۔ کتاب کا یہ باب سب سے زیادہ مفصل یعنی ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے اور کتاب کا تقریباً چوتھائی حصہ ہے۔

اس باب کا آخری حصہ ان بشارتوں کے ذکر کے بعد، مہاجرین و انصار، شریعت محمدی اور سنت نبوی کے منکرین کے ردّ اور بعض دوسرے ان اعتراضات سے متعلق ہے جو یہود و نصاریٰ اسلام اور ذاتِ نبوی پر کرتے تھے۔

کوئی شک نہیں کہ اس دسویں باب میں سب سے اہم اور صریح بشارتیں وہ ہیں جو کتاب نبی اشعیا سے منقول ہیں، مصنف کے بقول اس کی پانچویں فصل میں مذکور ہے کہ ہمارا ایک بیٹا پیدا ہوگا، ایک فرزند ہم کو دیا جائے گا، اس کا اقتدار (سلطان) اس کے شانہ پر ہوگا۔ مصنف سلطان کا مطلب نبوت کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سریانی کتابوں میں ہے۔ جس کی تفسیر مارقوس (مارک) نے لکھی ہے۔ لیکن عبرانی زبان میں جو توراۃ ہے۔ اس میں ہے "اس کے شانہ پر علامت نبوت ہے۔" اور یہ وہی ہے جس کو مسلمان "خاتمِ نبوت" (مہر نبوت) کہتے ہیں۔

— علی بن ربن نے توراۃ کی کتاب اشعیا کی فصول ۱۱، ۱۶، ۲۴ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک محمد کے موجود ہونے کی تصریح کی ہے۔ مگر سریانی اور عبرانی زبانوں میں جو توراۃ ابن ربّن کے پیش نظر تھی، اس کے ابواب اور موجودہ کتابِ مقدس (بائیبل) کے ابواب یا فصول (Books) میں کافی اختلاف ہے، ہم کافی تلاش کے بعد صرف ایک حوالہ کو موجودہ بائیبل میں تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے جس کا ذکر گزشتہ ایک فٹ نوٹ میں ہوا ہے۔

اس طرح مصنف کے قول کے مطابق اور اس کے پیش کردہ کتاب حبقوق (توراۃ) کے اقتباس میں دومرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آیا ہے۔

اردو کی بائیبل (کتاب مقدس، شمارہ نمبر ۹۳) کی کتاب حبقوق میں وہ عبارت موجود ہے جس کا

ذکر ابن ربّن نے کیا ہے (ص ۱۶۹-۱۷۰) لیکن وہاں پہلی بار "محمد" کی جگہ "سلاہ" ترجمہ ہے اور اس طرح دوسری مرتبہ بھی " "سلاہ" لکھا ہوا ہے، یہ "سلاہ" کیا لفظ اور کس کا نام ہے؟ پتہ نہیں، بظاہر یہ صلیبی یورپی اقوام کی تحریف معلوم ہوتی ہے یا پھر یہود کی جو اپنی عداوتِ اسلام میں مشہور ہیں۔

حواشی

۱۔ یہاں مولیٰ کے لفظ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ وہ متوکل کے ہاتھ پر اسلام لایا، مولیٰ کا لفظ ایک طرح سے نومسلموں کے اپنے سابق آقاؤں یا سرپرستوں سے تعلق وار تباط کے لیے استعمال ہوتا تھا، اصطلاحاً جسے "مولیٰ الجوار" کہتے ہیں، زرخرید غلام مراد نہیں، اس معنی میں برامکہ بھی مولیٰ تھے۔

۲۔ بائیبل سوسائٹی لاہور کی شائع کردہ بائیبل کے حصہ انجیل مقدس کے صفحے ۱۲۱ پر یہ پانچوں نام درج ہیں اور انطاکیہ کی یہ روایت بھی ہے۔ مانایل کا نام هناهیم درج ہے۔ انگریزی میں ایما نویل ہے، جس کے نام پر کیمبرج یونیورسٹی کا ایک مشہور کالج ہے۔

۳۔ یہ وہی سینٹ پال ہے جو رومن (Roman) یہودی تھا، پہلے عیسائیت کا دشمن تھا، پھر فلسطین و دمشق میں رہا اور عیسیٰ علیہ السلام کے تقریباً نصف صدی بعد عیسائیت کا مبلغ بن گیا، اسی نے عیسائیت میں تثلیث کو فروغ دیا۔ اور ایشیائے کوچک اور روما کی یورپی ممتلکات میں عیسائیت پھیلائی۔ رومن حکومت کی طرف سے اس کو سزائے موت دی گئی۔ اردو کی مذکورہ انجیل میں اس کے ۱۴ خطوط ہیں جس میں ہر خط کے شروع میں اس کے نام کے ساتھ پولس رسول لکھا ہوا ہے، درحقیقت جس کتاب کو عیسائی انجیلِ مقدّس کہتے ہیں، اس کا تقریباً آدھا حصہ انہیں مزعومہ رسولوں کے خطوط ہیں اور ان میں بھی بیشتر حصہ پولس رسول (Saint Paul) کے خطوط کا ہے۔

۴۔ الدین والدولہ [بیروت: دارالافاق (۱۹۷۳ء)]، ص ۱۰۲-۱۰۳

۵۔ اس جرمقانی کا ذکر مجھے عربی ماخذ میں نہیں مل سکا۔

۶۔ ان انبیائے بنی اسرائیل کے نام بائیبل سوسائٹی لاہور کی طرف سے شائع کردہ اردو بائیبل (کتابِ مقدّس) یعنی توراۃ میں اس طرح مذکور ہیں: یسعیاہ، یرمیاہ، حزقی ایل، دانی ایل، ہوسیع، میکاہ، حبقوق، صفنیاہ، زکریا۔

۷۔ الدّین والدولہ، حوالہ مذکورہ، ص ۱۴۶۔ بائیبل اردو (کتاب مقدّس) میں کے باب ۹ آیت ۶ صفحہ ۶۶۷ پر یہ پیش گوئی موجود ہے اور وہاں یہ الفاظ ہیں۔ "سلطنت اس کے کاندھوں پر ہوگی۔" یہ وہی سریانی توراۃ کا ترجمہ یونانی ہے، اس سے انگریزی میں اور اس سے اردو میں ہے، خیال رہے کہ عبرانی توراۃ اصل ہے جس کا یورپین عیسائی ذکر نہیں کرتے۔

۸۔ الدین والدولہ، حوالہ مذکورہ، ص ۱۵۳-۱۶۶

۹۔ الدین والدولہ، حوالہ مذکورہ، ص ۱۶۹-۱۷۰

۱۰۔ بائیبل (کتابِ مقدّس)، لاہور (۱۹۸۹ء)، ص ۸۲۷-۸۲۸